

سُراغِ نقشِ کفِ پائے رفتگاں نہ ملا

عبدالرحمن عاجز صاحب مالیر کوٹلی

غلط! کہ تیرا جہاں میں کہیں نشان نہ ملا
تیرے جمال کا جلوہ کہاں کہاں نہ ملا
یہ مہر و مہ، یہ بہار و خزاں، یہ شام و سحر
تو سو حجاب میں ہو کہ کہاں کہاں نہ ملا
زمانے بھر میں کہیں تیرے آستان کسے ہوا
میری جبینِ عقیدت کو آستان نہ ملا
نقیبِ دردِ زمانہ تھے ہم، مگر کوئی
ہماری درد کا دنیا میں راز داں نہ ملا
جہاں بھر کی جسے نعمتیں میسر تھیں
اُسے ملے تو ہمیں وہ بھی شاداں نہ ملا
بھٹک گیا جو رہ مستقیم سے اس کو
کہیں بھی منزل مقصود کا نشان نہ ملا
کیا نہ غور، ہمیں نے بساطِ عالم پر
مقامِ غور و تدبیر کہاں کہاں نہ ملا
سکوں جس نے نہ بخشا: میں والوں کو
سکوں اُسے بھی کبھی نہ یہ آسماں نہ ملا

بیانِ حق سے تو غافل نہ رہ کبھی عاجز

یہ غم نہ کہہ کہ تیرے غم کا قدر داں نہ ملا

